

کوئی شخص بے سہارا اہل و عیال چھوڑے تو ان کی کفالت میرے ذمے ہے اور اگر کوئی مال دولت چھوڑے تو وہ اس کے ورثہ کیلئے ہے اور میں لاوارث کا وارث ہوں اسکی طرف سے دیت بھی دوں گا اور اس کا ورثہ بھی ملوں گا) اس حدیث کی رو سے ریاست ہر اس شہری کی وارثیت جو لاوارث مر گیا ہو اور ہر اس شہری کی عالتہ ہے جسکی دیت ادا کرنے والا کوئی نہ ہو۔ خود غفل کی رو سے بھی ایسا ہی ہونا چاہئے کیونکہ ریاست ملک میں امن کی فہم دار ہے، اگر وہ قتل کو روکتے ہیں ناکام رہی ہے تو مقتول کے وارثوں کے نقصان کی تلافی یا تو اسے قاتل کے وارثوں اور حامیوں سے کرانی چاہیے یا پھر خود کرنی چاہیے۔

دیت ادا نہ کر سکنے کی صورت میں قاتل کو کوئی متبادل سزا دینے کا ثبوت کتاب و سنت میں مجھے کہیں نہیں ملا نہ اس بارے میں سلف سے کوئی معتبر قول منقول ہوا ہے۔

(د) یہ بات اسلامی تصور عدل کے خلاف ہے، کہ عدالتی فیصلے کے بعد کسی گونہ کے معاف کرنے یا بدلنے کا اختیار حاصل ہو۔ عدالت اگر قانون کے مطابق فیصلہ کرنے میں غلطی کرے تو امیر یا صدر حکومت کی مدد کیلئے پریوی کونسل طرز کی ایک آخری عدالت مرافعہ قائم کی جاسکتی ہے جس کے مشورے سے وہ اُن بے انصافیوں کا تدارک کر سکے جو نیچے کی عدالتوں کے فیصلوں میں پائی جاتی ہوں۔ مگر مجرّم کی بنا پر عدالت کے فیصلوں میں رد و بدل کرنا اسلامی نقطہ نظر سے بالکل غلط ہے۔ یہ اُن بادشاہوں کی نقالی ہے جو اپنے اندر کچھ شان خدائی رکھنے کے مدّعی تھے یا دوسروں پر اس کا مظاہرہ کرنا چاہتے تھے۔

اہل سنت اور اہل تشیع کا اختلاف

سوال: میں نے ایک ویدارشیہ عزیز کی وساطت سے مذہب شیعہ کی بکثرت کتب کا مطالعہ کیا ہے شیعہ سنی اختلافی مسائل میں جو اختلاف نماز کے بارے میں ہے وہ میرے لیے خاص طور پر تشویش کا باعث بن گیا ہے۔ میں اپنے شکوک آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور آپ درجہ دستخط ہوں کہ آپ تفصیلی جواب کے ذریعے انکار فرمائیے میرے شبہات نماز کی حیثیت قیام سے متعلق ہیں۔ نماز اولین، لیکن اسلام ہے لیکن حیرت کے قیام میں مانعہ یا نہ مانعہ یا چھوڑ دینے کے بارے میں ائمہ اربعہ کے مابین اختلاف ہے اور پھر افسوس اس امر کا ہے کہ

ارشاد نبویؐ "انی تاسرث فیکم الثقلین"۔ کتاب اللہ و عنتی تے باوجود ائمہ اہل سنت نے رفع اختلاف کیلئے اہل بیت کی طرف رجوع نہیں کیا حالانکہ امام اعظمؒ اور امام مالکؒ امام جعفر صادقؒ کے معاصر تھے۔ اس طرح رسولؐ کے گھر والوں کو چھوڑ کر دین کے سارے کام کو غیر اہل بیت پر منحصر کر دیا گیا اور مسائل دین میں اہل بیت سے تسک کرنا تو درکنار ان سے احادیث تک نہیں روایت کی گئیں حالانکہ یہ قول صاحب البیتؑ ادریٰ بانی البیتؑ دین کا اصل منبع ائمہ اہل بیت تھے۔ امام ابوحنیفہؒ و مالکؒ کا انحصار محض روایت پر تھا۔ برعکس اس کے امام جعفر صادقؒ نے اپنے والد امام باقرؒ کو انہوں نے دین الٰہی کے لیے بنایا اور انہوں نے حسینؑ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ وہ قیام میں کیسے کھڑے ہوئے تھے۔ شہیدہ کے پوچھنا دیکھ دیکھ۔ ائمہ اہل بیت کی طرف اسی عدم رجوع کا نتیجہ ہے جو اہل سنت کے اختلافات کی شکل میں رہا ہوا ہے۔

جواب۔ آپ کا سوال تو صرف نماز کے بارے میں ہے مگر آپ نے اس کے متعلق اپنی الجھن کی جن بنیادوں کا ذکر کیا ہے جب تک انہیں دور نہ کیا جائے آپ کی الجھن دور ہونی مشکل ہے۔ ایسے میں پہلے مختصر ان بیاد پر بحث کر دینگے آپ کی الجھن کا نقطہ آغاز یہ حدیث ہے کہ اتی تاسرث فیکم الثقلین..... ۶۱۔ اس کے متعلق آپ کو کب سے پہلے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ حدیث مختلف الفاظ میں مختلف سندوں سے روایت ہوئی ہے جن میں سے بعض ضعیف ہیں اور بعض قوی۔ سب سے زیادہ قوی سند سے اور تفصیل کے ساتھ جو روایت آئی ہے وہ حضرت زید بن ارقم سے مسلم میں مروی ہے اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غدیر خم کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ "لوگو! میں ایک انسان ہوں جو ہو سکتا ہے کہ اللہ کا فرستادہ (فخرا کا پیغام لے کر) جلدی ہی آجائے اور میں اس پر لبیک کہوں (یعنی دنیا سے رخصت ہو جاؤں)۔ میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ پہلی اس میں کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ پس تم کتاب اللہ کو لو اور اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔" دوسری سلسلے میں آپ نے حاضرین کو کتاب اللہ کی پیروی پر ابھارا اور اس کی طرف رجعت دلائی۔ پھر فرمایا اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے معاملے میں تم کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ اس حدیث میں کوئی اشارہ اس طرف نہیں ہے کہ کتاب اللہ کے بعد بس میرے اہل بیت ہی ہیں جن سے تمہیں رہنما دین سیکھنا چاہیئے اور جن کی پیروی پر چھڑ کر رہنا چاہیئے۔ بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں چیزوں کو

ثقلین (بھاری چیزیں) دو انگ انگ معنوں میں فرمایا گیا ہے۔ کتاب اللہ اس لیے بھاری چیز ہے کہ وہی ہدایت کا سرچشمہ ہے اور اسے چھوڑنا یا اس سے منحرف ہونا تباہی و ضلالت کا موجب ہے۔ اور اہل بیت کو بھاری اس لیے فرمایا کہ ہمیشہ اکابرِ نوح انسانی کے اہل بیت ان کے پیروں کے لیے سخت وچو آزمائش ثابت ہوئے ہیں۔ کسی نے ان کے حق میں افراط کی ہے اور غلو کر کے پیر زادوں کو معبود بنا ڈالا ہے۔ اور کسی نے ان کے حق میں تفریط کی ہے اور ان پر ظلم و ستم ڈھائے ہیں تاکہ امت کو جو فطری حقیقت اپنے رہبر اور مادہ کی خاندان والوں سے ہوتی ہے اس کو برہنہ کر دیا جائے۔ اسی غرض کے لیے حضور نے فرمایا کہ میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں تم کو خدا کی یاد دلاتا ہوں۔ یعنی ان کے معاملہ میں خدا سے ڈرو اور افراط و تفریط کے پہلو اختیار کرنے سے بچو۔

دوسرے اگر بالفرض مان لیا جائے کہ حضور نے اپنی غیرت یا اہل بیت (دونوں ہی الفاظ حدیث میں آئے ہیں) سے دین سیکھنے کا ہی حکم دیا ہے تو ان الفاظ کا مفہوم آخر صرف اولادِ صالحی تک ہی کیوں محدود کر دیا گیا؟ اس میں از روئے قرآن از و ارج نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں اور ان میں آل جعفر آل عقیل آل عباس اور تمام بنو ہاشم بھی داخل ہیں جن پر حضور نے صدقہ حرام کیا۔ تیسرے یہ کہ حضور نے صرف یہی نہیں فرمایا ہے کہ تو تم کو فیکم اثقلین.... بلکہ یہ بھی فرمایا کہ علیکم ہستی و سنتہ الخلفاء الراشدین المرہدین (میری سنت اور ہدایت یا فقہ خلفاء راشدین کی سنت پر چلو) اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اصحابی کا لفظ باہم اقتدیتم اھتدیتم (میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے)۔ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ حضور کے ایک ارشاد کو تو لیا جائے اور دوسرے ارشادات کو چھوڑ دیا جائے؟ کیوں نہ اہل بیت سے بھی علم حاصل کیا جائے اور ان کے ساتھ خلفاء راشدین اور اصحاب نبی رضی اللہ عنہم سے بھی؟

چوتھے یہ کہ عقل بھی کسی طرح یہ باور نہیں کر سکتی کہ تیس سال کے دوران میں جو عظیم الشان کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کی شرکت و رفاقت میں سرانجام دیا اور جسے

لاکھوں آدمیوں نے اپنی آنکھوں سے جوتے دیکھا اس کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں صرف آپ کے گھر والوں پر ہی حصر کر لیا جائے اور ان بہت سے دوسرے لوگوں کو نظر انداز کر دیا جائے جو اس کام میں شریک ہوئے اور جنہوں نے اسے دیکھا۔ حالانکہ حضور کے گھر والوں میں سے ذائقہ کو اگر موقع ملا ہے تو زیادہ تر آپ کی خانگی زندگی دیکھنے کا موقع ملا ہے اور مردوں میں ایک حضرت علی کے سوا کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے جسے آپ کی رفاقت کا اتنا موقع ملا ہو جتنا حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور دوسرے بیت سے صحابہ کو ملا۔ پھر آخر محض اہل بیت ہی پر حصر کر لینے کی کوئی معقول وجہ ہے؟ اس سوال کو رد کرنے کے لیے بالآخر ایک گروہ کو یہ کہنا پڑا کہ گنتی کسے چند آدمیوں کے سوا باقی تمام صحابہ عداوتہ منافی تھے۔ مگر یہ بات صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو تعصب میں اندھا ہو چکا ہو۔ جیسے نہ اس بات کی پروا ہو کہ تاریخ اُس کی تمام خاک اندازیوں کے باوجود کس طرح اس کے قول کو جھٹلا رہی ہے اور نہ اس امر کی پروا ہو کہ اس قول سے خود سرکار رسالتاب اور آپ کے مشن پر کیا سخت حروف آتا ہے کون معقول آدمی یہ تصور کر سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سال تک اپنے جن رفقاء پر پورا اکتما کر لیا اور جنہیں ساتھ لے کر عرب کی اصلاح کا اتنا بڑا کارنامہ انجام دیا وہ سب منافی تھے؟ پھر کیا حضور ان کے نفاق سے آنروقت تک بے خبر رہے؟ اگر ہاں ہے تو حضور کی مروجہ شناسی و فراست مشتبہ بھی جاتی ہے۔ اور اگر یہ غلط ہے، اور یقیناً غلط ہے تو آخر کیوں دین کا علم حاصل کرنے میں ان سب کی معلومات

مغیر نہ ہوں؟

آپ کی الجھن کا دوسرا بڑا سبب یہ ہے کہ آپ کو کسی نے یہ بالکل غلط باور کر دیا ہے کہ ائمہ اہل سنت نے مسائل دین کی تحقیق میں ذابل بیت سے رجوع کیا، نہ ان سے کوئی مسئلہ پوچھا اور نہ ان سے حدیث کی کوئی روایت لی۔ یہ غلطی حضرت اہل تشیع نے تو ضرور کی ہے کہ معلومات کے ایک ہی ذریعے یعنی اہل بیت۔ جنہیں انہوں نے اہل بیت مانا، پر حصر کر لیا اور دوسرے تمام ذرائع کو چھوڑ دیا۔ مگر ائمہ اہل سنت نے یہ غلطی نہیں کی۔ انہوں نے وہ علم بھی لیا ہے جو اہل بیت کے پاس تھا اور وہ بھی لیا جو دوسرے صحابہ کرام کے پاس تھا اور پھر پوری چھان بین کے بعد اپنے اپنے طرز تحقیق کے مطابق

فیصلہ کیا ہے کہ کس مسئلے میں کونسا طریقہ زیادہ صحیح اور معتبر ہے۔ مثال کے طور پر امام ابوحنیفہ ہی کو لیجئے۔ وہ جہاں دوسرے صحابہ و تابعین سے علم حاصل کرتے ہیں وہاں امام محمد یا قاضی امام جعفر صادق حضرت زید بن علی بن حسین اور محمد بن حنفیہ کے علم سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ یہی حال دوسرے فقہاء اور محدثین کا بھی ہے۔ حدیث کی کونسی کتاب ہے جس میں بزرگان اہل بیت کی روایات نہ پائی جاتی ہوں؟ لیکن یہ کہنا کہ نماز یا کوئی دوسری چیز صرف وہی لی جاتی جو امام جعفر صادق کے پاس تھی کیونکہ انہوں نے امام محمد یا قاضی اور انہوں نے امام زین العابدین سے اور انہوں نے امام حسین سے اور انہوں نے حضرت علی سے اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسے لیا تھا صحیح نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر اسی ذریعے پر چھوڑ دینا کیوں کیا جائے؟ دوسرے ہزاروں لوگ بھی تو موجود تھے جنہوں نے نازیں پڑھتے ہوئے اور دوسرے دینی کام کرتے ہوئے سینکڑوں تابعین کو اور انہوں نے سینکڑوں صحابہ کو دیکھا تھا اور ان سب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے ہی کام کرتے دیکھا تھا۔ آخر ان کو چھوڑنے اور صرف اہل بیت سے تمسک کرنے کی کیا وجہ ہے؟ صاحب البیت ادرسی بلافیہ کوئی آیت قرآنی یا حدیث تو نہیں ہے کہ اس کی پیروی اختیار کر کے اُس نبی کی زندگی کے بارے میں صرف اس کے گھر والوں کے علم پر انحصار کر لیا جائے جس کی زندگی کا خزانہ فیصدی حصہ گھر سے باہر ہزاروں لاکھوں آدمیوں کے سامنے گزرا ہے اور جس سے ہزار ہا آدمیوں کو مختلف احوال و معاملات میں کسی نہ کسی طور پر سائنس پیش آیا ہے آپ کی الجھن کی تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ مسائل دینی میں اختلافات کو دیکھ کر گھبرا اٹھے ہیں اور یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ یہ اختلافات نہ ہوتے اگر صرف اہل بیت کے علم پر اکتفا کر لیا جاتا۔ حالانکہ یہ دونوں ہی باتیں غلط ہیں۔ اختلافات کوئی گھبرانے کی چیز ہیں اور نہ اہل بیت کے متبعین ہی اختلاف سے بچ سکے ہیں۔ آپ اگر حضرات شیعہ کے مختلف فرقوں کے عقائد ادران کے فقہی مذاہب کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو کہ ان کے ہاں اس سے زیادہ اختلافات ہیں جتنے اہل سنت میں پائے جاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے مسلک کا ماخذ اہل بیت ہی کے علم کو قرار دیتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جس دین کو کڑوڑوں انسان اختیار کریں اور جس کے ماخذ کا ہزاروں لاکھوں انسان مطالعہ کر کے غور و فکر کریں وہ واقعی صحیح ہے۔